25اپریل1963

ازعدالت عظمیٰ

بچھو لال

بنام

اسٹیٹ آف اتر پردیش اور دیگر

(کے سبّا راؤ، راگھو بر دیال اور جے آر مدھولگر جسٹسز۔)

ضلع بورڈ– تہ بازار کے واجبات وصول کرنے کا لیز– رکاوٹ– شکایت–" بورڈ کے ذریعہ ملازمت میں رکھے گئے افراد میں رکاوٹ ڈالنے پر جرمانہ"– دائرہ کار– متحدہ صوبوں کے ضلعی بورڈ، 1922 (1922 کا ایکٹ X) دفعہ 107۔

ایک راجہ صاحب نے ضلع بورڈ، الہ آباد سے بازار میں اشیاء کی فروخت پر بیا اور بازار کے واجبات کی وصولی کے حوالے سے لیز لیا۔ اپیل کنندہ ان واجبات کو وصول کرنے والا اس کا ملازم تھا۔ راجہ صاحب کے ایک چرواہے نے پی ڈبلیو 2 شیام لال سے، جس نے میوالال کو السی فروخت کی تھی، مدعا نمبر 2 سے کہا کہ وہ منیم کے پاس آئے اور بیائی کے واجبات ادا کرے۔ میولال نے شیام لال سے کہا کہ وہ ان واجبات کی ادائیگی نہ کریں۔ چرواہا شیام لال کو اپیل کنندہ کے پاس لے گیا۔ مدعا علیہ نمبر 2 لاٹھی سے لیس وہاں آیا اور اپیل کنندہ کے اس سے یہ پوچھنے پر کہ وہ واجبات کی وصولی میں رکاوٹ کیوں پیدا کر رہا ہے، اس کے ساتھ بدتمیزی کی اور اسے جان سے مارنے کی دھمکی دی۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری حاصل کرنے پر مدعا علیہ نمبر 2 کے خلاف یونائیٹڈ پروونس ضلع بورڈ ایکٹ کی دفعہ 107 کے تحت اس پر مقدمہ چلانے کی شکایت درج کرائی۔ ٹرائل مجسٹریٹ نے اسے تعزیرات ہند کی دفعہ 504 اور 506 کے تحت جرائم اور ایکٹ کی دفعہ 107 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا۔ اپیل پر سیشن جج نے اسے تمام الزامات سے بری کر دیا۔ بری ہونے کے خلاف، اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جسے مسترد کر دیا گیا۔ سرٹیفکیٹ کے ذریعے اپیل پر، اپیل کنندہ کی طرف سے اس عدالت میں تین دلائل اٹھائے گئے (i) میوالال کو بری کرنے کا سیشن جج کا حکم برا تھا کیونکہ اپیل کنندہ کو اپیل کی سماعت کا کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا، جس کی شکایت پر مجسٹریٹ نے اسے مجرم قرار دیا تھا، (ii) ہائی کورٹ کا یہ مؤقف غلط تھا کہ راجہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تہ بازار کے واجبات وصول نہیں کر سکتا تھا، اور (iii) کہ اپیل کنندہ کے پاس ایکٹ کی دفعہ 182 کے تحت مدعا علیہ میوالال نمبر 2 پر مقدمہ چلانے کے لیے مطلوبہ منظوری تھی۔

یہ مانا گیا کہ ایکٹ کی دفعہ 107 بورڈ کے ساتھ معاہدے کے تحت شخص کے ملازم کی رکاوٹ یا چھیڑ چھاڑ کو جرم نہیں بناتی ہے۔ یہ دفعہ دو طبقوں کے افراد کی رکاوٹ یا چھیڑ چھاڑ کی بات کرتا ہے۔ ایک طبقہ ان افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایکٹ کے تحت ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعہ ملازم ہوتے ہیں۔ راجہ یا اپیل کنندہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا ملازم نہیں ہے۔ دوسرا درجہ ان افراد پر مشتمل ہے جو ایکٹ کے تحت بورڈ کے ساتھ معاہدے کے تحت ہیں۔ یقینی طور پر، بورڈ کے ساتھ معاہدہ کرنے والا شخص راجہ ہے نہ کہ اپیل کنندہ۔ اپیل

کنندہ صرف راجہ کا ملازم ہوتا ہے۔ ان تحفظات کے پیش نظر، مدعا علیہ نمبر 2 کے بری ہونے کی اہلیت میں مداخلت نہیں کی جا سکتی۔

اس لیے اپیل کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

اپیل کی سماعت میرٹ پر نہیں ہوئی۔ اگر پہلی دلیل کا فیصلہ کرنے کے لیے ضروری نہیں سمجھا گیا اور عدالت نے دوسری دلیل پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی کیونکہ لیز کی شرائط معلوم نہیں تھیں۔ تیسری دلیل کو درست قرار دیا گیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1961: کی فوجداری اپیل نمبر 126۔

1960 کی فوجداری اپیل نمبر 381 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 3 مئی 1961 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

او پی رانا، اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندہ پیش نہیں ہوا۔

.1963 25 اپریل۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راگھو بر دیال۔ جے—شنکر گڑھ، یو۔ پی کے راجہ کملا کر سنگھ نے شنکر گڑھ کے بازار میں اجناس کی فروخت پر بائی اور بازار کے واجبات کی وصولی کے حوالے سے ضلع بورڈ، الہ آباد سے لیز لیا۔ یہ واجبات وصول کرنے کے لیے بچھولال اس کا ملازم تھا۔ 13 اپریل 1959 کو راجا صاحب کے ایک چرواہے بہادر سنگھ نے پی ڈبلیو 2 شیام لال کرمی سے، جس نے اس بازار میں مدعا علیل 2، میوالال کو السی کے دو بیل بیچ دیے تھے، کہا کہ وہ ان کے ساتھ منیم جائیں تاکہ وہاں بائے کے واجبات ادا کیے جا سکیں۔ میولال نے شیام لال سے کہا کہ وہ ان واجبات کی ادائیگی نہ کریں۔ تاہم چرواہا شیام لال کو اناج کے گودام میں اپیل کنندہ بچھولال کے پاس لے گیا۔ میوالال، لاٹھی سے لیس، وہاں آیا اور بچھولال کے اس سے یہ پوچھنے پر کہ وہ واجبات کی وصولی میں رکاوٹ کیوں پیدا کر رہا ہے، اس کے ساتھ بدتمیزی کی اور اس کے ہاتھ پاؤں توڑنے اور اسے جان سے مارنے کی دھمکی دی۔ اس کے بعد بچھولال نے یونائیٹڈ پروونسز ضلعی بورڈ ایکٹ 1922 (یوپی ایکٹ نمبر 107) کی دفعہ 107 کے تحت میوالال پر مقدمہ چلانے کے لیے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری حاصل کرنے پر میو لال کے خلاف شکایت درج کرائی۔ 1922 کا X)، جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے۔

ٹرائل مجسٹریٹ، کرچانہ کے II کلاس تحصیلدار مجسٹریٹ نے میوالال کو دفعہ 504 اور 506، آئی پی سی کے تحت ہونے والے جرائم اور ایکٹ کی دفعہ 107 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا۔ اپیل پر، سیشن جج، الہ آباد نے میولال کو یہ کہتے ہوئے بری کر دیا کہ ایکٹ کی دفعہ 107 کے تحت میوالال کے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے بچولال کے حق میں مناسب اختیار ثابت نہیں ہوا، کہ مجسٹریٹ کو دفعہ 506 پارٹ کے تحت کسی جرم کی سماعت کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ I.P.C،II جو I کلاس کے ایک مجسٹریٹ کے ذریعہ قابل

سماعت تھا، اور یہ کہ دفعہ I.P.C 504 کے تحت استغاثہ کا مقدمہ مشکوک تھا۔ بچولال نے ضابطہ فوجداری کے دفعہ 417 کے ذیلی دفعہ (3) کے تحت ہائی کورٹ کی اجازت حاصل کرنے کے بعد میوالال کی بریت کے خلاف اپیل دائر کی تھی۔ ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کے دلائل کو مسترد کرتے ہوئے اپیل کو اس اثر سے خارج کر دیا کہ اپیل کنندہ، شکایت کنندہ ہونے کے ناطے اور اس وجہ سے میو لال کے خلاف فوجداری مقدمے میں فریق ہے، اسے سیشن جج کے ذریعہ اپیل کا نوٹس دینا چاہئے تھا اور اسے بھی کو سننے کا موقع دیا گیا تھا اور یہ کہ اس طرح کا نوٹس اور سماعت کا موقع قدرتی انصاف کے اصولوں پر ضروری تھا اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ ضابطہ کی دفعہ 417 (3) نے شکایت کنندہ کو اپیل کا بنیادی حق دیا ہے۔ ہائی کورٹ نے مزید کہا کہ اگرچہ سیشن جج کا یہ کہنا غلط تھا کہ ایکٹ کی دفعہ 182 کے تحت مطلوبہ منظوری ثابت نہیں ہوئی تھی، لیکن یہ منظوری بچولال کے نہیں بلکہ شنکر گڑھ کے راجہ صاحب کے نام پر تھی اور اس لیے شکایت کی گئی۔ درست شکایت نہیں اور یہ کہ راجہ صاحب اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تہ بازاری جمع نہیں کر سکے۔ اس میں یہ بھی کہا گیا کہ دفعہ I.P.C 506 کے تحت جرم کے ملزم کی بریت کو جائز قرار دیا گیا تھا اور یہ کہ دفعہ I.P.C 504 کے تحت جرم سے بری ہونے کو غلط نہیں کہا جا سکتا اور یہ کہ معاملہ کسی بھی صورت میں مداخلت کے لیے بہت چھوٹا تھا۔ بریت کا حکم چاہے اس نے سیشن جج کے فیصلے سے حقائق کا مختلف نقطہ نظر لیا ہو۔ اس کے مطابق ہائی کورٹ نے اپیل خارج کر دی۔ بچولال نے آئین کے آرٹیکل 134 (1)(c) کے تحت ہائی کورٹ سے مطلوبہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد اس اپیل کو ترجیح دی ہے۔ یوپی کی ریاست پہلا جواب دہندہ ہے اور ملزم میوالال جواب دہندہ نمبر 2 ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے تین سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اسسٹنٹ سیشن جج کو اپیل کنندہ کو اپیل کی سماعت کا نوٹس جاری کرنا چاہیے تھا جس کی شکایت پر میوالال کو مجسٹریٹ نے مجرم قرار دیا تھا اور جس سزا کے حکم کے خلاف اس نے اپیل دائر کی تھی۔ انہیں ایسا کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا اور اس لیے اسسٹنٹ سیشن جج کا میوالال کو بری کرنے کا حکم اچھا حکم نہیں تھا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ ہائی کورٹ کا یہ مؤقف غلط تھا کہ شنکر گڑھ کا راجہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تہ بازار کے واجبات وصول نہیں کر سکتا تھا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ بچھولال کے پاس میوالال پر مقدمہ چلانے کے لیے ایکٹ کی دفعہ 182 کے تحت مطلوبہ منظوری تھی اور اس لیے اس کے برعکس نتیجہ غلط ہے۔

تیسری دلیل درست ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 182 کے تحت مطلوبہ اختیار نہ صرف شنکر گڑھ کے راجہ کے حق میں ہے، بلکہ اپیل کنندہ بچھو لال سمیت اس کے کئی ملازمین کے حق میں بھی ہے۔

ہمیں دوسری دلیل پر رائے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمیں شنکر گڑھ کے راجہ کے حق میں ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے انجام دی گئی لیز کی شرائط معلوم نہیں ہیں اور کیونکہ ہمیں واجبات وصول کرنے کے طریقے کے حوالے سے شہری حقوق سے کوئی تعلق نہیں ہے جو وہ لیز کے تحت وصول کر سکتا تھا۔ تاہم، ہماری رائے ہے کہ دفعہ 107 بورڈ کے ساتھ معاہدے کے تحت شخص کے ملازم کی رکاوٹ یا چھیڑ چھاڑ کو جرم نہیں بناتی ہے۔

ایکٹ کی دفعہ 107 میں کہا گیا ہے:

" جو بھی اس ایکٹ کے تحت بورڈ کے ذریعہ یا اس کے ساتھ معاہدے کے تحت ملازمت کرنے والے کسی شخص کو اس کی ڈیوٹی کی انجام دہی یا اس کے معاہدے کی تکمیل میں رکاوٹ یا چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، یا اس ایکٹ کے ذریعے مجاز کاموں کے نفاذ کے لیے ضروری کسی سطح یا ہدایت کی نشاندہی کرنے کے مقصد سے قائم کردہ نشان کو ہٹا دیتا ہے، وہ سزا پانے پر جرمانے کا ذمہ دار ہوگا جو پچاس روپے تک ہو سکتا ہے۔

یہ دفعہ دو طبقوں کے افراد کی رکاوٹ یا چھیڑ چھاڑ کی بات کرتا ہے۔ افراد کا ایک طبقہ ان افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایکٹ کے تحت ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعہ ملازم ہوتے ہیں۔ شنکر گڑھ کا راجہ یا بجھولال ضلعی بورڈ کا ملازم نہیں ہے۔ دوسرے درجے کے افراد ان لوگوں پر مشتمل ہوتے ہیں جو ایکٹ کے تحت بورڈ کے ساتھ معاہدے کے تحت ہیں۔ یقینی طور پر، بورڈ کے ساتھ معاہدہ کرنے والا شخص شنکر گڑھ کا راجہ ہے نہ کہ بجھولال۔ بجھولال صرف راجہ کا ملازم ہے۔

ہم نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 504 کے تحت مقدمے کی خوبیوں پر فاضل وکیل کو نہیں سنا اور نیچے دی گئی عدالتوں کے نتائج کو قبول کیا۔

مذکورتحفظات کے پیش نظر، میرٹ کی بنیاد پر مدعا علیہ نمبر 2 کو بری کرنے میں کوئی مداخلت ممکن نہیں ہے۔ لہذا، اپیل کنندہ کے لیے اٹھائے گئے پہلے سوال کا فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

اس کے مطابق ہم اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document